

[تاریخ: ۱۵/۰۳/۲۰۲۲]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[فتویٰ نمبر: ۲۶۰]

سوال

ہمارے ماموں نے ہماری امی کو گھر تحفے میں دیا۔ ویسے یہ گھر پہلے ہمارے پھوپھا کے نام تھا، ان سے ماموں نے خرید کر امی کو تحفے میں دیا۔ اس کے بعد یہ گھر ماموں کی موجودگی میں امی کے نام ہو گیا۔ اس وقت اس گھر کی مالیت انڈین پیسے کے مطابق (۶۵۰۰۰۰۰) پینسٹھ لاکھ تھی۔ کچھ عرصہ بعد ماموں نے ایک ایگریمنٹ بنایا۔ جس میں اس پیسے کو امی پہ لون دکھایا۔ جس پر امی نے پوچھا کہ یہ ایگریمنٹ کیوں بنایا ہے تو ماموں نے جواب دیا کہ خاندان کا منہ بند کرنے کے لئے بنایا ہے۔ اس کے بعد اس گھر کو لیکر مسئلے شروع ہو گئے۔ جس پہ ہماری امی نے ہمارے ماموں کو کہا میں تم کو ۶۵ لاکھ واپس کر دیتی ہوں۔ ماموں نے کہا کہ مجھے پیسے نہیں چاہیے، بلکہ یہ گھر آپ کا ہے، اور آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں کا، آپ کے شوہر کا بھی نہیں ہے۔ جس وقت یہ بات ہوئی، اس وقت ماموں، ممانی، امی، میں اور میری بہن اور ہمارے ابو موجود تھے۔

اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ امی کے انتقال کے بعد، ابو نے یہ گھر ہم تینوں بہنوں کے نام کروا دیا۔ جب ابو گھر ہم تینوں کے نام کروانے جا رہے تھے، تو ماموں کو انڈیا فون کر کے بتایا، تو ماموں نے کہا: یہ گھر تو امی کی زندگی میں ہی ان تینوں بہنوں کے نام کر دینا چاہیے تھا۔ اب امی کے انتقال کے دو سال کے بعد ماموں نے یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے یہ قرضہ دیا تھا، اور اب مجھے یہ گھر پورا چاہیے، اور میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی، اب اس بات کی گواہی میں اور میری بہنیں اور ہمارے ابو ہیں، لیکن ماموں اور ممانی کہتے ہیں: ہمیں کچھ یاد نہیں۔ برائے مہربانی اس معاملے میں ہماری شریعت کے مطابق رہنمائی فرمائیں۔

جواب

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده!

مذکورہ طویل سوال میں ہمیں یہ بات سمجھ آئی ہے کہ سائلہ کے ماموں نے ان کی والدہ کو گھر تحفے میں دیا تھا، لیکن والدہ کی وفات کے بعد وہ اس ہبہ اور تحفے سے انکاری ہو گئے ہیں۔



اس قسم کے گھریلو معاملات اور تنازعات میں حقیقت اللہ بہتر جانتا ہے، لیکن ہمارے سامنے جو صورت حال رکھی گئی ہے، اس کے مطابق ماموں کا رویہ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے اپنی بہن کو جو گھر تحفے میں دیا تھا، وہ اس بہن کی ملکیت میں چلا گیا تھا، اور ان کی وفات کے بعد وہ گھر ان کے ورثا میں بطور وراثت منتقل ہو گیا ہے۔ ماموں کا واپسی کا مطالبہ درست نہیں ہے۔ تحفہ دے کر اسے واپس لینا، اس پر سخت وعید موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: «الْعَائِدُ فِي هَبْتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ» [صحیح البخاری: ۲۶۲۱]

’تحفہ دے کر واپس لینے والا، قے کر کے چاٹنے والے کی طرح ہے‘۔ ایک اور روایت میں الفاظ ہیں:

«الْعَائِدُ فِي هَبْتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ» [صحیح البخاری: ۲۵۸۹]

’تحفہ دے کر واپس لینے والا، کتے کی طرح ہے، جو قے کرتا ہے، پھر اسے چاٹتا ہے‘۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے مسئلہ اخذ کیا ہے کہ کسی کے لیے حلال اور جائز نہیں کہ وہ تحفہ یا صدقہ دے کر، اسے واپس لے۔ [صحیح البخاری: ۱۶۴/۳] وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

مفتیان کرام

فضیلۃ الشیخ عبدالعلیم بلال حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ابو محمد عبدالستار حماد حفظہ اللہ

فضیلۃ الدکتور عبدالرحمن یوسف مدنی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ جاوید اقبال سیالکوٹی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ابو محمد ادریس اثری حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالرؤف سندھو حفظہ اللہ

لَجْنَةُ الْعُلَمَاءِ لِلْإِفْتَاءِ
ULAMA FATWA COUNCIL